نکاح کے اعلیٰ مقاصد

(فرمودہ ۲۱۔ جولائی ۱۹۲۲ء)

۲۱۔ جولائی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے شیخ غلام احمد صاحب کی لڑکی کے نکاح کا اعلان ڈاکٹر شمس الدین صاحب کے ساتھ فرمایا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

میں نے پچھلے ماہ سے نکاح کے خطبے پڑھنے ترک کر دیئے ہیں جس کی وجہ ایک فتنہ تھا جو ایک نکاح کے متعلق تھا۔ ایک ایسا سوال پیدا ہو گیا تھا جس سے مجھ کو عدالت میں جانا پڑتا تھا اس سے مجھے خیال پیدا ہوا کہ ایسے فتنے آئندہ بھی پیدا ہو سکتے ہیں جب کہ فریقین میں سے ایک منکر ہو جائے اگر اس قسم کے مواقع پیدا ہوں تو میرے اصل کام میں رکاوٹ حائل ہو جائے گی۔ وہ فتنہ تو ٹل گیا مگر اس نے مجھے اس طرف توجہ دلائی کہ جب تک اس قسم کے فتنوں کے پیدا ہونے کی حفاظت نہ ہو جائے میں عام طور پر نکاح نہ پڑھوں سوائے اس صورت کے کہ فتنہ کا احتمال نہ ہو۔ مثلاً ایسے لوگ ہوں کہ ان سے فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور اگر ان میں اختلاف ہو تو وہ آپس میں فیصلہ کرنے کو پسند کریں بہ نسبت عدالت میں جانے کے۔

یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے کہ یہاں کے لوگوں کو اس کی وجہ معلوم ہو جائے کہ میں نے کیوں خطبات پڑھنے ترک کر دیئے تھے۔

آج میں جس نکاح کے اعلان کے لئے کھڑا ہوا ہوں وہ شیخ غلام احمد صاحب کی لڑکی کا نکاح ہے۔ ڈاکٹر شمس الدین صاحب جن سے اس لڑکی کا نکاح قرار پایا ہے۔ نئے آدمی ہیں وہ آئندہ

سلسلہ میں کس قدر ترقی کریں گے اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر شیخ صاحب پرانے اور نو مسلم ہیں۔ پہلے انہوں نے نام کا اسلام قبول کیا۔ پھر سلسلہ میں داخل ہوئے اور اس وقت سلسلہ میں داخل ہوئے جب مخالفت کا زور تھا۔ پس ان کی قدامت وغیرہ کی وجہ سے میں نے پسند کیا کہ یہ نکاح میں خود پڑھا دوں۔

نکاح کے متعلق سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس کے خطبہ کی غرض کیا ہے۔ اگر عورت و مرد کی صحبت اس غرض سے ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ جانوروں کیڑوں مکوڑوں میں بھی جب شہوت کا جوش ہوتا ہے تو نر مادہ سے اور مادہ نر سے ملتی ہے۔ پس اگر شہوت ہی مدنظر ہو تو نکاح کی کیا ضرورت ہے وہ تو بغیر نکاح کے جانور بھی پوری کر لیتے ہیں۔ پھر اگر اس سے اعلان مدنظر ہو تو خطبہ کی کیا ضرورت ہے لیکن ایک عورت ایک مرد یا چند عورتیں اور ایک مرد جو ملائے جاتے ہیں اس کی ایک اور غرض ہے چنانچہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ [1] اس میں شبہ نہیں کہ اس آیت میں نکاح کا ذکر نہیں مگر رسول کریم ﷺ خطبہ نکاح میں اس آیت کو پڑھا کرتے تھے جس سے ثابت ہوا کہ اس میں نکاح کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ تقویٰ اللہ اختیار کرو اور یہ سوچو کہ کل کے لئے کیا چھوڑتے ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کل کے لئے کیا چیز ضروری ہے۔ انسان کے اندر ایک خاص بات رکھی گئی ہے کہ وہ مدنی الطبع ہے۔ دوسرے جاندار ایسے نہیں۔ جانوروں کے تعلقات دائمی نہیں ہوتے مگر انسان دائمی تعلقات کی خواہش رکھتا ہے۔ جانوروں کی حالت طبعی ہے کہ ان کو کسی خاص جانور سے تعلق نہیں ہوتا۔ سوائے درمیانی حالت کے کہ وہ ایک جوڑا بناتے ہیں اور یہ ایک فیصدی سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ مگر ان کی بھی یہ حالت ہے کہ ان کی اولاد میں یہ بات نہیں ہوتی۔ ایک اور بات یہ ہوتی ہے کہ اگر ایک مادہ مر جائے تو نر اپنے مادہ بچے سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ یا مادہ مر جائے تو نر بچہ اپنی ماں سے مل جاتا ہے مگر انسان کی یہ حالت نہیں۔ یہ حالت کا فرق بتاتا ہے کہ انسان کو تمدن کی ضرورت ہے دوسرے جانوروں کو نہیں۔ اور تمدن کی ضرورت ہی جانوروں کی سی حالت سے انسان کو باز رکھتی ہے اگر یہ نہ ہو تو نسلوں کی حفاظت نہ ہو سکے۔

انسان چاہتا ہے کہ اس کی نسل اور اس کے خیالات کی حفاظت ہو۔ اپنی نسل کے جاری

رکھنے کے لئے دیکھ لو جن لوگوں کو حکومت مل جاتی ہے وہ اپنے راستہ سے ہر ایک رکاوٹ کو دور کرنا چاہتے ہیں اور یہ خواہش کہ خیالات محفوظ رہیں اکھڑ سے اکھڑ لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جن سے اگر مذہبی بات چیت ہو تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کیونکہ یہ باتیں مشکل ہیں ہمیں کیا معلوم آپ کیا کہتے ہیں۔ ان کی بھی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ بھی اپنی زندگی میں دو تین یا چار پانچ یا زیادہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتے ہیں۔ ایک زمیندار جس کو دین سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہوتی وہ بھی اپنے بچوں کو اپنا ہم مذہب بنا دیتا ہے۔ ایک چوہڑا جس کو کچھ بھی عقل نہیں ہوتی اس کے بچے بھی وہی مذہب اور وہی خیالات سیکھ لیتے ہیں جو اس کے ماں باپ کے ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ ایسے پختہ ہوتے ہیں کہ انبیاء تک آتے اور ان کو سمجھاتے ہیں مگر وہ ان کی بات نہیں مانتے۔

غرض یہ ایسی پختہ خواہش اور مستقل آرزو ہے کہ جہلاء تک میں بھی پائی جاتی ہے مگر کوئی انسان ایسا نہیں جو ہمیشہ رہے یا اس کے خیالات ہمیشہ رہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ نکاح کی غرض یہ ہے کہ انسان دوام چاہتا ہے اور اسی کے لئے ہر قوم میں نکاح کی رسم ہے مگر اس سے صرف اسی قدر ثابت ہوا کہ نکاح کی ضرورت ثابت ہے مگر ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اسلام اس بارہ میں کیا کہتا ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ صرف دوام ہی کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ اس کے ساتھ کوئی چیز اور بھی ہوتی ہے جس کے ساتھ انسان دوام کا خواہش مند ہوتا ہے اور وہ یہ کہ انسان چاہتا ہے کہ اس کو دوام ملے اور دوام بھی ثناء اور تعریف کے ساتھ۔ یہ کوئی انسان نہیں چاہتا کہ اس کو یا اس کی اولاد کو لوگ مکار، فریبی کے نام سے یاد کریں بلکہ اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ان کو لوگ اچھا سمجھیں اور اچھا ظاہر کریں۔ تو مؤمن کا اس کے لئے یہ کام بتایا کہ وہ دیکھے کل کے لئے کیا چھوڑ رہا ہے۔ آیا یہ کہ لوگوں کو جب اس کی یاد آئے یا اس کی اولاد کو دیکھیں تو اس کو بدی سے یاد کریں اور کہیں کہ جیسے یہ بچے ملعون ہیں ویسا ہی ان کا باپ بھی ملعون ہوگا یا یہ کہ ان کو دیکھ کر ان کے اعمال کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ اچھے ماں باپ کے ہیں۔ اگر وہ بد ہوں گے تو تم نے کل کے لئے اچھی چیز نہیں چھوڑی۔ کل کے لئے چھوڑنے کے قابل اچھی ہی چیز ہو سکتی ہے۔ اور اچھی اولاد پیدا کرنے کا طریق یہ ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات اچھے ہوں۔ اگر ان کے تعلقات اچھے نہیں تو اولاد پر اچھا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اگر میاں بیوی میں تقویٰ اللہ ہو تو ان کی جو اولاد پیدا

ہوگی وہ بھی متقی ہوگی اور یہی نکاح میں مقصود ہے کہ اس کا ذکر جاری رہے اور اس کو دوام ملے اور اس کی اولاد جو اس کے ذکر اور اس کے دوام کو قائم رکھنے والی ہے متقی ہو اور اس کے خیالات کی وارث ہو۔

(الفضل ۱۱۔ ستمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۵،٦)

[۱] الحشر: ۱۹